سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(۳)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بھبوت تن پہ جو قیصری جانے

حضرت سلمان فارسی گدھے پر بیٹھ کر مدائن کا گشت کرتے تو ان کی حالت دیکھنے والی ہوتی، کبھی انھوں نے گھٹنوں تک چڑھی ہوئی شلوار (shorts) پر جبہ پہنا۔ عمر اور لوگ آوازیں لگا رہے ہوتے: کرک آمد، کرک آمد۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ اس کا مطلب ہے: گڈا آ گیا۔ کبھی انھوں نے پاؤں تک لمبا کرتا پہنا ہوتا جو دامن تنگ ہونے کی وجہ سے گھٹنوں تک کھسک آتا اور بچوں نے ان کے پیچھے ٹھٹ لگایا ہوتا۔ لوگ بچوں کو جھڑکتے تو کہتے: نہ روکو، خیر و شر تو آج کے بعد ہی ہو گا۔ تم مٹی پھانک سکتے ہو تو پھانک لو پر دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بنو۔ مظلوم و مجبور کی بددعا سے بچو، کیونکہ اس کی قبولیت میں کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

ایک بار حضرت سلمان فارسی اس ہیئت کذائی میں گدھے کو بار برداری کے لیے استعمال کرنے والے شخص کی طرح لگ رہے تھے کہ ایک مسافر شام سے آیا اور اپنا سامان ان کے گدھے پر لاد دیا۔ آس پاس موجود لوگوں نے بتایا کہ یہ ہمارے گورنر ہیں، لیکن حضرت سلمان نے بوجھ اتارنے نہ دیا اور مسافر کو اس کی منزل تک پہنچا کر دم لیا۔ اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ ہے کہ انھوں نے ایک بوڑھے آدمی کا چارہ اٹھا کر اس کے گھر پہنچایا۔

وعظ وارشاد

ایک آدمی نے نصیحت کرنے کو کہا تو حضرت سلمان فارسی نے فرمایا: انسان کے لیے گفتگو کیے بغیر چارہ نہیں، لیکن جب بولو، حق بات کہو یا خاموش رہو، غصہ نہ کرو، لیکن جب غصہ آئے تو زبان اور ہاتھ پر قابو رکھو۔ زندگی میں لوگوں سے ملنا جلنا لازمی ہے، جب ملو جلو تو سچ بات کہو اور امانت داری سے کام لو۔

بنو عبس کے ایک شخص نے حضرت سلمان کے ساتھ سفر کیا، دریاے دجلہ کے پاس سے گزرے تو انھوں نے اسے پانی پینے کو کہا۔ وہ پانی پی چکا تو کہا: اور پیو۔ اس نے دوبارہ پیا تو پوچھا: تمھارے پینے سے دجلہ کے پانی میں کوئی کمی آئی؟ علم کا معاملہ بھی یہی ہے، کبھی ختم نہیں ہوتا۔ حاصل کر لو جتنا تمھیں نفع دے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۸۱۸۔ حلیۃ الاولیاء ۶۰۵)۔

حضرت سلمان فارسی نے اپنے شاگرد خاص ابو عثمان نہدی کو نصیحت کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اگر ہو سکے تو بازار جانے والے پہلے اور وہاں سے نکلنے والے آخری شخص نہ بنو، کیونکہ وہیں شیطان معرکے گرم کرتا ہے اور اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ شیطان بازار ہی میں انڈے بچے دیتا ہے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۸۲۰۔ المعجم الکبیر، مسند بزار، رقم ۲۵۴۱)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ابو وائل حضرت سلمان فارسی سے ملنے آئے تو انھوں نے روٹی اور نمک (گوشت: طبرانی) کھانے کے لیے پیش کیے اور کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کے لیے تکلفاً وہ کھانا دینے سے منع نہ کیا ہوتا جو اپنے پاس نہ ہو تو میں ضرور تکلف کرتا (احمد، رقم ۲۳۷۳۳۔ مستدرک حاکم، رقم ۷۱۴۷۔ مسند بزار، رقم ۲۵۱۴۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۰۸۵)۔ طبرانی کی روایت میں اضافہ ہے کہ ایک مہمان نے پودینے کی فرمایش کی تو حضرت سلمان نے اپنا لوٹا رہن رکھ کر پودینہ منگوایا اور مہمان سے کہا: اگر تو اللہ کے عطا کیے ہوئے رزق پر قناعت کرتا تو میرا لوٹا رہن نہ ہوتا۔

حضرت سلمان فارسی کی کچھ خاص باتیں

حضرت سلمان فارسی کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا جو بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کر رہے تھے، آیت سجدہ پڑھی تو سجدے میں گر گئے۔ حضرت سلمان کو سجدہ کرنے کو کہا گیا تو انھوں نے جواب دیا: ہم قرآن کی تلاوت سننے نہیں آئے تھے، اس لیے سجدہ نہیں کریں گے (بخاری: کتاب سجود القرآن۔ مصنف عبد الرزاق، رقم ۵۹۰۹)۔ اس سے ملتے جلتے واقعات سعید بن مسیب اور حضرت عمران بن حصین کے بارے میں بھی نقل کیے گئے ہیں

(مصنف عبدالرزاق، رقم ۵۹۰۶، ۵۹۱۰)۔ ان حضرات کے عمل کی تائید حضرت عثمان کے اس قول سے ہوتی ہے: سجدہ ان لوگوں پر واجب ہوتا ہے جو قرآن مجید کی سماعت پر متوجہ ہوں، آیت سجدہ محض کان میں پڑنے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں آتا (بخاری: کتاب سجود القرآن)۔ انور شاہ کشمیری نے حضرت سلمان فارسی کے اس واقعے کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے: حضرت سلمان فجر کی نماز پڑھ کر اٹھے تھے کہ ایک واعظ نے وعظ کرنا شروع کر دیا، ان کا ارادہ وعظ سننے کا نہیں تھا۔ جب اس نے آیت سجدہ تلاوت کی اور حضرت سلمان کو بیٹھ کر سجدہ کر لینے کو کہا تو انھوں نے جواب دیا: ہم اس غرض کے لیے نہیں، بلکہ نماز پڑھنے آئے تھے۔ انور شاہ کہتے ہیں: سجدۂ تلاوت آیت سجدہ کے محض سماع سے لازم نہ آتا ہو تو بھی کر لینا مستحب ہے (فیض الباری ۲/۵۲۶)۔

ایک مجلس میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے لوگوں سے ان کا نسب دریافت کیا، حضرت سلمان کی باری آئی تو انھوں نے کہا: میں آدم کا بیٹا، سلمان بن اسلام ہوں۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت عمر نے حضرت سعد کو اپنا نسب بیان کرنے کو کہا تو انھوں نے پس و پیش کی کہ امیر المومنین اچھی طرح جانتے ہیں، لیکن حضرت عمر نے اصرار کر کے ان کا نسب سنا۔ حضرت سلمان فارسی نے یہاں بھی سلمان بن اسلام کہہ کر اپنی نسبت اسلام کی طرف کی۔ حضرت عمر کو ان کی یہ بات اس قدر بھائی کہ فرمایا: میرا باپ خطاب زمانۂ جاہلیت میں معزز شمار ہوتا تھا، لیکن میں بھی عمر بن اسلام کہلوا کر سلمان بن اسلام کا بھائی بنتا ہوں (مصنف عبدالرزاق، رقم ۲۰۹۴۲)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت سلمان فارسی اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے روز اہل جنت کو اپنا دیدار کرائیں گے۔

حضرت سلمان فارسی مدائن میں ایک جنگ کی قیادت کر رہے تھے۔ خچر پر ایک شخص کے پیچھے سوار تھے اور جنگ کا علم ہاتھ میں اٹھا رکھا تھا۔ سپاہیوں نے کہا: امیر، علم ہمیں اٹھانے دیں۔ جواب دیا: مجھے اس کے اٹھانے کا زیادہ حق ہے۔ جنگ کے خاتمے تک انھوں نے پرچم اٹھائے رکھا۔

حضرت سلمان فارسی کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: کیسے ہیں ابو عبداللہ؟ کہا: خیر سے ہوں۔ پھر سوال کیا: آپ نے کس عمل کو بہترین پایا؟ جواب دیا: توکل کو، کیا عجیب شے ہے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۸۰۲۔ حلیۃ الاولیاء ۶۵۵)۔

حضرت سلمان فارسی مدائن کی ایک سڑک پر پیدل جا رہے تھے کہ انھیں ایک اونٹ نے دھکا دے دیا جس پر بانس لدے ہوئے تھے۔ وہ پلٹ کر اسے ہانکنے والے شخص کے پاس آئے اور اس کا بازو جھنجوڑ کر کہا: تو اس وقت تک دنیا سے رخصت نہ ہو جب تک نوجوانوں کا اقتدار نہ دیکھ لے۔

شیعہ اور حضرت سلمان فارسی

شیعہ حضرت سلمان فارسی کو خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کا خاص صاحب اور مولا (آزاد کردہ) شمار کرتے ہیں۔ایک اثنا عشری مؤرخ کا کہنا ہے: آپ اسلام کی روح پانا چاہتے ہیں تو مدینہ کے مال داروں میں نہیں، بلکہ علی، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، عمار اور بلال جیسے غربا میں ڈھونڈیں۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان کو غلامی سے آزاد کرا کر ان کی موالات حضرت علی اور اہل بیت کو سونپ دی تھی (طبقات المحدثین باصبہان ۲۲۶/۱)۔آپ نے حضرت سلمان فارسی کی مواخات حضرت ابوذر غفاری سے طے فرمائی تھی (اصول الکافی، کلینی ۱۶۲/۸)۔

حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔انھوں نے انکار کر دیا تو کہا: میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ آپ کے دل سے حمیت جاہلی ختم ہو گئی ہے۔حضرت ابوالدرداء اور حضرت سلمان فارسی بنولیث کی ایک عورت کا رشتہ مانگنے گئے۔حضرت سلمان کی سبقت الی الاسلام اور ان کے فضائل جاننے کے باوجود انھوں نے ان کو رشتہ نہ دیا، بلکہ حضرت ابوالدرداء سے اپنی بیٹی بیاہ دی۔اس کے بعد حضرت سلمان نے بنوکندہ کی خاتون بقیرہ سے شادی کر لی۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر کا انتخاب ہونے کے بعد حضرت سلمان فارسی نے کہا: اگر یہ علی کی بیعت کر لیتے تو آسمانوں اور زمین سے خوب کھاتے پیتے (انساب الاشراف، بلاذری ۵۹۱/۱)۔انھوں نے مزید تبصرہ کیا: تم نے فیصلہ تو خوب کیا، لیکن معدن چننے میں غلطی کی (عبداللہ بن سبا، العسکری ۱۴۳/۱)۔اس ضمن میں ان کا یہ مقولہ مشہور ہوا: کردید ونہ کردید، تم نے ایک کام کر کے نہ کرنے والی بات کی ہے۔ابن ابی حدید کا کہنا ہے کہ سقیفہ کی رات حضرت مقداد، حضرت سلمان، حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابوالہیثم بن التیہان اور حضرت عمار مہاجرین کی شوریٰ دوبارہ منعقد کرانے کے لیے جمع ہوئے (شرح نہج البلاغۃ، ابن ابی حدید ۲۱۹/۱)۔شیعہ محدث ابن شہر آشوب کا کہنا ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت سلمان فارسی کو مدائن کا گورنر مقرر کیا تو انھوں نے حضرت علی سے منظوری لینے کے بعد ہی یہ تقرری قبول کی اور پھر اپنی وفات تک وہیں مقیم رہے (الدرجات الرفیعۃ فی طبقات الشیعۃ، المدنی ۲۱۵)۔ایک روایت کے مطابق حضرت علی نے حضرت سلمان کی میت کو خود غسل دے کر کفن پہنایا اور تدفین کی۔اس غرض کے لیے وہ مدینہ سے مدائن پہنچے، یہ ان کی ایک کرامت تھی (بحار الانوار، مجلسی ۳۸۰/۲۲)۔

سورۂ نحل میں مذکور بشر کون؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: 'وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّھُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ط لِسَانُ الَّذِیْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِيْنٌ'، ''ہم جانتے ہیں کہ یہ (مشرکین) کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک آدمی (قرآن کی) تعلیم دیتا ہے۔ جس شخص کے بارے میں یہ باطل بات کہہ رہے ہیں، اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (قرآن) واضح عربی زبان ہے'' (۱۶: ۱۰۳)۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے کہ مکہ کا ایک رومی لوہار بلعام یا بلعان قریش کا غلام تھا اور کچھ انجیل بھی جانتا تھا۔ مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس آتے جاتے دیکھا تو یہ بات پھیلا دی کہ وہ آپ کو قرآن سکھاتا ہے۔ اللہ نے جواب فرمایا کہ تم فصاحت وبلاغت کے مدعی ہو کر قرآن کے مثل کلام پیش نہیں کر سکے تو وہ عجمی کیا تلقین کلام کرے گا جو عربی کی کچھ شد بد ہی رکھتا ہے؟ سدی اور ابن اسحٰق نے عجمی بشر کا مصداق فاکہ بن مغیرہ مخزومی یا عامر بن الحضرمی کے عیسائی غلام، جبر (یا یحنس) کو ٹھیرایا ہے جو تورات وانجیل پڑھ لیتا تھا۔ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور صفا و مروہ کے پاس دکان لگاتا تھا، قریش جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے تو آپ اس کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔ عکرمہ، قتادہ اور فراء کہتے ہیں: قرآن کے بشر مذکور کا نام عایش یا یعیش تھا، وہ بنو الحضرمی یا حویطب بن عبد العزیٰ کا غلام تھا اور اسلام قبول کر چکا تھا۔ مقاتل نے مکہ کی ایک عورت کے یہودی غلام یسار کا نام لیا ہے اور ابو فکیہہ اس کی کنیت بتائی ہے۔ ایک نصرانی ابو میسرہ کا نام بھی لیا گیا ہے۔ بیہقی کہتے ہیں: یسار اور جبر عین التمر کے نصرانی تھے، مکہ میں تلوار سازی کرتے ہوئے انجیل کی تلاوت کرتے تھے۔ ایک بار وہ اپنے کام میں مشغول انجیل پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے اور کھڑے ہو کر ان کی تلاوت سننے لگے، تب مشرکوں نے یہ بات بنا لی۔ مولانا امین احسن اصلاحی کہتے ہیں: قرآن کو ان کے نام سے بحث نہیں، صرف اعتراض سے بحث ہے اور اسی کا اس نے جواب دیا ہے (تدبر قرآن، تفسیر سورۂ نحل)۔

ضحاک بن مزاحم نے اس فہرست میں حضرت سلمان فارسی کے نام کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی روایت سے دور حاضر کے ایک منحرف Miles Augustus Navarr نے خوب فائدہ اٹھایا۔ ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد وہ تشکیک (skepticism) کی راہوں پر چلا تو معترض ہوا کہ یہودیوں کا Yahweh (یا Jehovah) اور مسلمانوں کا اللہ اپنے منتخب فرستادوں کے ذریعے سے اپنی ہی مخلوق کا محض اسے لیے کشت و خون کرا دیتا ہے کہ وہ اپنے آبا و اجداد کے معبود چھوڑنے کو تیار نہیں۔ یہ ادعا کرنے کے بعد کہ اسلام نیا مذہب

نہیں، بلکہ اس میں گذشتہ مذاہب کی جزئیات کو جمع کر لیا ہے، اس نے بزعم خود یہ فیصلہ کر لیا کہ نماز پنج گانہ زرتشتی مذہب سے، خدائے واحد و بالادست، اس کی تخلیق کا بیانیہ اور انسانوں کی ہدایت کے لیے پیغمبر بھیجنے کا تصور عہد نامہ قدیم (تورات، نبییم اور کتبییم) سے اور جنت و دوزخ کے عقیدے مسیحیت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اس نے قرآن مجید اور گزشتہ الہامی کتابوں میں مماثلت ڈھونڈ کر یہ نتیجہ بھی نکالا کہ قرآن حکیم عہد نامہ قدیم (Old Testament) سے خوشہ چینی کر کے مرتب کیا گیا ہے۔ اس باطل خیال کی تائید کے لیے اسے ضحاک کی یہ پامال روایت خوب بھائی اور اس نے اگست ۲۰۱۲ء میں امریکا سے چھپنے والی اپنی کتاب "Forbidden Theology: Origin of Scriptural God" میں لکھا کہ حضرت سلمان یہودیت، عیسائیت اور زرتشتی مذاہب کا گہرا علم رکھتے تھے جو انھوں نے ۵۸۷ء سے ۵۹۷ء تک کے دس سال شام کے کنیسا میں اور ۵۹۷ء سے ۶۱۷ء تک کے بیس سال موصل، نصیبین اور عموریہ کے گرجا گھروں میں رہ کر حاصل کیا۔ ۶۲۲ء میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہوئے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تھے، تب یہی علم تدوین اسلام میں کام آیا۔

طلوع اسلام سے قبل مکہ کے موحدین زید بن عمرو بن نفیل، ورقہ بن نوفل، عثمان بن حویرث اور عبیداللہ بن جحش نے قریش کو کسی میلے میں بتوں کے نام پر قربانی کرتے دیکھا تو آپس میں مشورہ کیا: انھوں نے تو بت پرستی اختیار کر کے دین ابراہیم ترک کر دیا ہے، ہم جستجو کر کے دین حنیفیت پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ سفر پر نکلے اور یہود و نصاریٰ کے علما سے ملے، ورقہ نے نصرانیت اختیار کر لی، جب کہ زید بن عمرو دین ابراہیم پر پختہ ہو گئے (سیرۃ ابن اسحٰق، حدیث بنیان الکعبۃ)۔ یہ روایت بیان کرنے کے بعد Navarr لکھتا ہے: مکہ کے بت پرستوں نے ان چاروں توحید پرستوں کو ہراساں کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے یہ شہر سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ زید بن عمرو نے غار حرا میں پناہ ڈھونڈی۔ اسی غار میں ان کی ملاقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور انھوں نے اپنے دینی رجحانات و خیالات آپ تک منتقل کیے۔ ورقہ کا سن وفات بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ۶۰۵ء ہے۔ اس موقع پر Miles Augustus Navarr نے اسماعیلیوں کی یہ روایت کہ حضرت سلمان فارسی ۶۱۰ء ہی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے دوست بن چکے تھے جب آپ کو نبوت ملی تھی، چسپاں کر کے یہ نتیجہ نکال لیا کہ حضرت سلمان ان حنیفیوں کے گروپ کے پانچویں رکن بن گئے تھے۔ آپ امی (illiterate) تھے، آپ کے اصحاب میں سلمان فارسی ہی واحد شخص تھے جو پچھلی الہامی کتابوں کا گہرا مطالعہ کر چکے تھے، اس

لیے ممکن ہے کہ انھوں نے آیات لکھ لکھ کر آپ کو دی ہوں۔اس بعید از عقل خیال کی تائید میں اس نے ایک اور روایت پیش کی: حضرت علی ایک بار اپنے ساتھیوں سے خوش طبعی میں مصروف تھے۔ حاضرین نے کہا: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور اپنے رفقا کے بارے میں کچھ بتائیے۔ان کے استفسار پر حضرت علی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت حذیفہ بن یمان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو انھوں نے حضرت سلمان فارسی کے بارے میں سوال کیا: حضرت علی نے جواب دیا: تمھارے ہاں کون ہے جو حکیم لقمان سے مماثلت رکھتا ہے؟ سلمان ہم میں سے تھے اور اہل بیت سے منسوب تھے، انھوں نے پہلا علم اور آخری علم حاصل کیا، پہلی کتاب (انجیل) اور آخری کتاب (قرآن مجید) کا مطالعہ کیا، وہ ایک سمندر تھے جس کی تہ کو نہیں پایا جا سکتا (تاریخ دمشق: سلمان بن الاسلام)۔

Navarr کو علم تھا کہ ضحاک کی روایت کو تمام اہل علم نے یک زبان ہوتے ہوئے یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ جس وقت مشرکین مکہ نے یہ لغو اعتراض کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب اترا، اس وقت حضرت سلمان فارسی فارس اور شام میں راہ حق کے سفر پر نکلے ہوئے تھے اور انھوں نے سرزمین حجاز میں قدم ہی نہ رکھا تھا۔اس کا حل بھی اس نے خوب نکالا، یہ کہتے ہوئے کہ یہ قدیم کتب مسلم عرب مؤرخین کی لکھی ہوئی ہیں، تاریخ میں اجتہاد کر کے خود ہی طے کر دیا کہ ان کا شام کا سفر حق بیس نہیں، بلکہ دس سالوں پر محیط ہو گا اور وہ ۶۱۷ء میں نہیں، بلکہ ۶۰۷ء ہی میں مکہ پہنچ گئے ہوں گے۔اس طرح اپنی گھڑی ہوئی کہانی کو سچ ثابت کر دکھایا۔ تاریخ مسخ کر کے اپنے بے اصل مزعومات ثابت کرنے کی اس سے بہتر مثال نہیں مل سکتی۔

Navarr نے یہ بے بنیاد دعویٰ بھی کیا کہ حضرت سلمان فارسی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منظر عام سے غائب ہو گئے۔ پچیس سال گم نامی کی زندگی گزارنے کے بعد ۳۵ھ (۶۵۶ء) میں خلیفۂ چہارم حضرت علی نے زمام خلافت سنبھالی تو ان کے پہلے اقدامات میں سے ایک حضرت سلمان فارسی کو مدائن کا گورنر مقرر کرنا تھا۔ مدائن پہنچنے کے تین ماہ بعد ان کا اٹھاسی (۸۸) برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

ترجمۂ قرآن

کچھ ایرانیوں نے حضرت سلمان فارسی سے درخواست کی کہ انھیں قرآن مجید لکھ کر دیں تو انھوں نے سورۂ فاتحہ کا فارسی ترجمہ تحریر کیا۔امام نووی کہتے ہیں کہ اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ حدیث نبوی کا بھی غیر عربی زبانوں میں ترجمہ کیا جا سکتا ہے اور عجمی زبانوں میں تسبیح کی جا سکتی ہے (المجموع شرح المہذب، نووی ۳/ ۳۸۰)۔

روایت حدیث

بخاری میں چار اور مسلم میں تین احادیث ان سے مروی ہیں۔

شاید ایک زمانہ مذہب عیسوی سے وابستہ رہنا اس بات کا باعث بنا کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق روایتیں خاص طور پر نقل کیں۔

حضرت سلمان فارسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات آپ سے براہ راست سماع کر کے امت تک منتقل کیے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ، حضرت کعب بن عجرہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ام الدرداء، اسود بن یزید، شرحبیل بن سمط، ابوقرہ سلمہ بن معاویہ، عبدالرحمٰن بن یزید، ابوعمر وزاذان، ابوظبیان، جندب ازدی، سعید بن وہب، طارق بن شہاب، ابولیلیٰ کندی، ان کی اہلیہ بقیرہ اور قرثع ضبی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت سلمان فارسی کی چند مرویات

مشرکین نے طنز کرتے ہوئے حضرت سلمان فارسی سے پوچھا: تمھارے نبی نے تمھیں ہر چیز سکھائی ہے، حتیٰ کہ قضاے حاجت کرنا بھی بتا دیا۔ حضرت سلمان نے فخریہ کہا: ہاں، آپ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم پیشاب، پاخانہ کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کریں، داہنے ہاتھ سے استنجا کریں، تین روڑوں سے کم یا ہڈی یا گوبر سے پاکی حاصل کریں (مسلم، رقم ۵۲۷۔ ابوداؤد، رقم ۷۔ ترمذی، رقم ۱۶۔ نسائی، رقم ۴۱۔ ابن ماجہ، رقم ۳۱۶۔ احمد، رقم ۲۳۷۰۵۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۵۰۲۔ مسند بزار، رقم ۲۵۰۲)۔ طیبی کہتے ہیں: حضرت سلمان فارسی نے مشرکوں کے استہزا سے صرف نظر کرتے ہوئے بڑی دانائی اور سنجیدگی سے دین فطرت میں طہارت کی اہمیت کو بیان کر دیا۔

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے سے پہلے وضو کرنے میں برکت ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اصل برکت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کیا جائے (ابوداؤد، رقم ۳۷۶۱۔ ترمذی، رقم ۱۸۴۶۔ احمد، رقم ۲۳۷۳۲۔ مسند بزار، رقم ۲۵۱۹۔ مسند الطیالسی، رقم ۶۹۰)۔ علماے رجال کی اکثریت نے اس حدیث کے راوی قیس بن ربیع پر نقد کیا ہے۔ شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں: سنن ابوداؤد کے زیادہ تر نسخوں میں یہ باب موجود نہیں۔ یہاں وضو سے ہاتھوں کا یا ہاتھوں اور

منہ دونوں کا دھونا مراد ہے، گویا وضو کے ایک جزو پر وضو کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے سے نظافت حاصل ہوتی ہے، تاہم اکثر علما اسے شرعاً لازم قرار نہیں دیتے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر ہاتھ دھوئے کھانا تناول فرمانا بھی ثابت ہے۔

حضرت سلمان فارسی ایک دعوت طعام میں شریک تھے۔ انھیں اور کھانے کو کہا گیا تو فرمایا: میں سیر ہو چکا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: دنیا میں خوب پیٹ بھر کر کھانے والے لوگوں کو روز قیامت لمبی بھوکیں دیکھنا ہوں گی (ابن ماجہ، رقم ۳۳۵۱۔ مسند بزار، رقم ۲۴۹۸۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۰۸۷۔ حلیۃ الاولیاء ۶۲۶)۔

فرامین رسول سے استنباط

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: میں اور حضرت سلمان فارسی ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے۔ انھوں نے ایک خشک ٹہنی پکڑی اور اسے اچھی طرح ہلایا، حتیٰ کہ اس کے پتے جھڑ گئے۔ پھر فرمایا: تمھارے ذہن میں سوال پیدا ہو گا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح ایک درخت کے سائے میں کھڑا تھا، آپ نے ایک خشک شاخ تھامی اور اسے خوب ہلا کر پتے جھاڑ دیے پھر فرمایا: سلمان، تم پوچھو گے نہیں کہ میں نے یہ کیوں کیا؟ میں نے سوال کیا: آپ کا منشا کیا تھا؟ فرمایا: جب ایک مسلمان خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑتے ہیں جیسے یہ پتے جھڑے۔ آپ نے یہ آیت بھی تلاوت فرمائی: 'وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰی لِلذّٰكِرِیۡنَ'، "نماز دن کے آخر اور شروع میں اور رات کی کچھ گھڑیوں میں قائم کرو، بلاشبہ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں، یہ قرآن نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے" (ہود ۱۱: ۱۱۴)۔ (احمد، رقم ۲۳۷۰۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۷۰۱۔ مسند طیالسی، رقم ۶۵۲)۔

عہد علوی میں ایک بار حضرت سلمان فارسی کی قیادت میں مسلمانوں کی فوج نے ایک ایرانی قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سپاہیوں نے کہا: ابو عبد اللہ (حضرت سلمان کی کنیت) ہم ان پر فوراً حملہ نہ کر دیں؟ انھوں نے کہا: ٹھیرو، میں انھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسی طرح جیسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کو دعوت دیتے ہوئے سنا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ان کے قریب جا کر فارسی زبان میں آواز دی: میں تمھاری طرح ملک فارس کا ہوں، لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ عجمی ہونے کے باوجود عرب میری کمان میں ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کر لو تو تمھیں

وہی حقوق مل جائیں گے جو ہمیں حاصل ہیں اور تمھارے فرائض وہی ہوں گے جو ہمارے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ اگر تم اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو ہم تمھیں تمھاری حالت پر چھوڑ دیں گے، لیکن تم کو مطیع ہو کر جزیہ دینا ہو گا۔ اگر تم ان دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں مانتے تو ہم تم سے برابر کھلی جنگ کریں گے۔ انھوں نے جواب دیا: ہم جزیہ دینے والے نہیں، بلکہ میدان جنگ میں تمھارا مقابلہ کریں گے۔ حضرت سلمان فارسی کی فوج نے کہا: ابوعبداللہ، ہم ان پر ابھی یلغار نہ کر دیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، انھوں نے تین دن تک ان کو اسی طرح اسلام کی دعوت دی، پھر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور چوتھے دن فتح پائی (احمد، رقم ۲۳۷۳۴۔ مسند بزار، رقم ۲۵۴۵۔ حلیۃ الاولیاء ۶۰۷)۔

حضرت سلمان فارسی کی طرح کچھ اور اہل علم صحابہ کی بھی یہی راے ہے کہ قتال سے پہلے کافروں کو تین دن دعوت ایمان دی جائے، عمر بن عبدالعزیز اور امام شافعی اسے واجب سمجھتے ہیں۔ دیگر علما کا خیال ہے کہ اس دور میں دعوت کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اسلام کا پیغام ان تک پہنچ چکا ہے، امام احمد بن حنبل اس مسلک کے حامل ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ترکی کے حجام

ایک روایت کے مطابق حضرت سلمان فارسی رسول اللہ کے حجام بھی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی کے کئی حجاموں نے اپنی دکانوں میں اس تحریر پر مشتمل کتبے آویزاں کیے ہوتے ہیں: ہر صبح ہماری دکان اللہ کے نام (بسم اللہ) سے کھلتی ہے اور حضرت سلمان ہمارے پیر اور آقا ہیں۔

مطالعہ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، دلائل النبوۃ (بیہقی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، راہ حق کے دو مسافر (محمد یوسف اصلاحی)، اردو دائرہ معارف اسلامیہ (مضمون نگار: مرتضیٰ حسین فاضل)، Forbidden Theology: Origin of Scriptural God (Miles Augustus Navarr)، ویکیپیڈیا الموسوعۃ الحرۃ، Wikipedia، ویکی شیعۃ۔